فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

”تو پوچھ لیا کرو ان سے جو جانتے ہیں، اگر تم نہیں جانتے“ (ترجمہ شیخ الہند)

فتاوی یسئلونک

دارالافتاء والارشاد

الباقیات الصالحات فاؤنڈیشن رجسٹرڈ

شمارہ 74 | جمعۃ المبارک 09 ذوالحجہ 1441ھ 31 جولائی 2020ء

سوال ارسال کرنے کے طریقے

- بالمشافہ: سوالات تحریری صورت میں متعین سوالنامے پر بالمشافہ جمع کروائیں۔
- بذریعہ ویب سائٹ: www.yasalunak.com پر موجود سوالنامے کے ذریعے ارسال کریں۔
- بذریعہ برقی مراسلہ: ask@yasalunak.com پر برقی مراسلے (ای میل) کی صورت میں ارسال کریں۔
- بذریعہ واٹس ایپ: 0333-9206874 پر مکمل نام کے ساتھ واٹس ایپ کریں۔

نوٹ: جوابات/فتاویٰ سوالات موصول ہونے کی ترتیب سے ارسال کیے جاتے ہیں۔

دارالافتاء والارشاد، الباقیات الصالحات فاؤنڈیشن رجسٹرڈ، فقہ اکیڈمی C-335 بلاک 1، گلستان جوہر، کراچی

سوال: میرے پاس کچھ رقم تھی جو میں نے اپنے شوہر کو قرض کے طور پر دی ہوئی ہے۔ مجھے یہ پتہ لگا ہے کہ مجھے اس رقم پر زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی؟ اور کیا مجھ پر قربانی بھی فرض ہے؟ میرے پاس اس رقم کے علاوہ جو میں نے قرض دی ہوئی ہے، کوئی ذریعہ نہیں ہے۔

جواب: قربانی اس مال پر واجب ہے جس پر صدقہ فطر واجب ہے اور صدقہ فطر کا نصاب زکوٰۃ کے نصاب سے کم ہے۔ لہٰذا جو رقم آپ نے اپنے شوہر کو بطور قرض دی ہوئی ہے وہ اور اس کے علاوہ دیگر رقوم، زیورات، ضرورت سے زائد سامان وغیرہ کی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کی مقدار کو پہنچتی ہے تو قربانی واجب ہے۔

وأما شرائط الوجوب منها اليسار وهو ما يتعلق به وجوب صدقة الفطر دون ما يتعلق به وجوب الزكاة...والموسر فی ظاهر الرواية من له مائتا درهم أو عشرون دينارا أو شیء يبلغ ذلك سوی مسكنه ومتاع مسكنه ومركوبه وخادمه فی حاجته التی لا يستغنی عنها (الفتاوی الهندية، كتاب الأضحية، الباب الأول فی تفسيرها وركنها...)

سوال: اگر کوئی شخص کسی خاص مقصد سے پیسہ جمع کر رہا ہو مثلاً گھر بنانے کے لیے، یا شادی کے لیے وغیرہ، تو کیا اس مال پر قربانی واجب ہوگی؟

جواب: قربانی کے وجوب کے لیے اتنا نصاب ہونا ضروری ہے جس پر صدقہ فطر واجب ہوتا ہے، نصاب زکوٰۃ کا ہونا ضروری نہیں مثلاً اگر کسی شخص کے پاس دو گھر ہیں جن کو اس نے رہائش کی نیت سے خریدا ہے تو ان دونوں گھروں پر زکوٰۃ نہیں البتہ صدقہ فطر واجب ہے۔ لہٰذا اس اصول کے پیش نظر کسی خاص مقصد کے لیے جمع کی جانے والی نقد رقم پر جب زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو قربانی بدرجہ اولیٰ واجب ہوگی۔ بشرطیکہ وہ رقم بشمول ضرورت سے زائد سامان کے ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے برابر ہو۔

وأما شرائط الوجوب منها اليسار وهو ما يتعلق به وجوب صدقة الفطر دون ما يتعلق به وجوب الزكاة...والموسر فی ظاهر الرواية من له مائتا درهم أو عشرون دينارا أو شیء يبلغ ذلك سوی مسكنه ومتاع مسكنه ومركوبه وخادمه فی حاجته التی لا يستغنی عنها (الفتاوی الهندية، كتاب الأضحية، الباب الأول فی تفسيرها وركنها...)

سوال: کیا BC میں جمع کئے جانے والے پیسے پر قربانی ہے، جو ایک مقرر میعاد پر ملنا متوقع ہوتا ہے۔

جواب: B.C میں اصل اعتبار اس رقم پر ہوتا ہے جو ادا کی جا چکی ہے۔ حاصل ہونے والی رقم پر مدار نہیں ہوتا۔ اگر پہلے ہی مہینے میں ایک لاکھ روپے کی بی سی کھل گئی ہے تو چونکہ مکمل ایک لاکھ روپے کی ادائیگی آپ پر لازم ہے اس لیے اس رقم پر نہ زکوٰۃ ہے نہ قربانی۔ اور اگر آخری مہینے میں ایک لاکھ روپے کی بی سی کھلی ہے تو اس صورت میں چونکہ آپ کے ذمہ کوئی ادائیگی باقی نہیں اس لیے اس پوری رقم پر زکوٰۃ اور قربانی دونوں واجب ہیں۔ البتہ درمیان کے کسی مہینے میں بی سی کھلنے کی صورت میں جتنے پیسوں کی ادائیگی آپ کر چکے ہیں وہ قربانی کے نصاب میں شامل ہوں گے اور جتنے پیسوں کی ادائیگی باقی ہے وہ رقم قربانی کے نصاب میں شامل نہیں ہوگی۔

سوال: جس عورت پر قربانی واجب ہو اس کے لیے عید کی نماز کا کیا حکم ہے کیونکہ قربانی نماز کے بعد ہوتی ہے اور ہمارے معاشرے میں عورتوں کو عید گاہ نہیں لے کر جایا جاتا تو ایسے میں ان کا گھر پر نماز ادا کرنا صحیح ہے یا نہیں؟؟

جواب: عید کی نماز عورتوں پر نہ جماعت کے ساتھ واجب ہے اور نہ ہی انفرادی طور پر۔ عید کی نماز کے بعد قربانی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ شہر میں کسی بھی جگہ عید کی نماز ہو جائے تو اس کے بعد قربانی کرنا جائز ہے اور کسی جگہ بھی عید کی نماز نہ ہوئی ہو تو قربانی کرنا درست نہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ جب تک قربانی کرنے والے نے عید کی نماز نہ پڑھی ہو اس وقت قربانی نہیں ہوگی۔ لہٰذا شہر میں کہیں بھی عید کی نماز ہو جانے کے بعد عورتوں کی طرف سے کی جانے والی قربانی درست ہو جائے گی۔

اعلم ان صلاة العيد واجبة علی من تجب عليه الجمعة هذا هو الصحيح

من المذهب(حلبی کبیری، ص۵۶۵)

لا يجوز لأهل الأمصار المطالبين بصلاة العيد الذبح في اليوم الأول إلا بعد أداء صلاة العيد، ولو قبل الخطبة، أو بعد مضي مقدار وقت الصلاة في حال تركها لعذر. وأما أهل القرى الذين ليس عليهم صلاة العيد، فيذبحون بعد فجر اليوم الأول.وإن ضلت الشاة أو سرقت، فاشترى أخرى ثم وجدها فالأفضل ذبحهما، وإن ذبح الأولى جاز، وكذا الثانية لو قيمتها كالأولى أو أكثر.وإذا أخطأ الناس في تعيين يوم العيد، فصلوا وضحوا، ثم بان لهم أنه يوم عرفة (الوقفة) أجزأتهم الصلاة والتضحية، لأنه لا يمكن التحرز عن مثل هذا الخطأ، فيحكم بالجواز، صيانة لجميع المسلمين(الفقه الاسلامی وادلته،الباب الثامن: الأضحية والعقيقة،ص۲۲۳،الفصل الأول في الأضحية)

سوال: کیا کپورے مکروہ ہیں اور کیا ہم کھا سکتے ہیں کیوں کہ قربانی کے جانور کی ہر چیز کھا سکتے ہیں تو کیا یہ کھا سکتے ہیں قرآن و حدیث کی روشنی میں وضاحت فرمادیں۔

جواب: ذبح شدہ حلال جانور کی سات چیزیں کھانا جائز نہیں۔

۱۔بہنے والا خون ۲۔آلۂ تناسل ۳۔کپورے ۴۔مادہ جانور کی شرم گاہ ۵۔غدود ۶۔مثانہ ۷۔پتا

ان تمام چیزوں میں سے دم مسفوح یعنی بہنے والا خون حرام ہے کیونکہ اس کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہے۔

حُرِّمَتۡ عَلَيۡكُمُ الۡمَيۡتَةُ وَالدَّمُ وَلَحۡمُ الۡخِنۡزِيۡرِ (المائدۃ:۳) ترجمہ:تم پر مردار جانور اور خون اور سور کا گوشت حرام کر دیا گیا ہے۔

أَوۡ دَمًا مَّسۡفُوۡحًا (الانعام:۱۴۵) ترجمہ: یا بہتا ہوا خون۔

باقی اشیاء مکروہ ہیں کیونکہ طبعیت سلیمہ ان اشیاء کو ناپسند کرتی ہے اور کراھت والی چیزوں کو کھانا جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيۡهِمُ الۡخَبَآئِثَ (الاعراف:۱۵۷)

ترجمہ:اور ان کے لیے پاکیزہ چیزوں کو حلال اور گندی چیزوں کو حرام قرار دے گا۔

حدیث شریف میں ہے:عَنِ ابۡنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ يَكۡرَهُ مِنَ الشَّاةِ سَبۡعًا: الۡمَرَارَةَ، وَالۡمَثَانَةَ، والحياة، وَالذَّكَرَ، وَالۡأُنۡثَيَيۡنِ، وَالۡغُدَّةَ، وَالدَّمَ، وَكَانَ أَحَبَّ الشَّاةِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ مُقَدَّمُهَا (المعجم الاوسط،ص۱۸۱،الناشر: دار الحرمين - القاهرة)

ترجمہ:حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بکری میں سات چیزوں کو ناپسند کیا: پتا، مثانہ، رحم مادہ، آلۂ تناسل، خصیتین، غدود اور خون اور حضور ﷺ بکری کے دستی کے گوشت کو پسند فرماتے تھے۔ یہ روایت مرسل ہے اور مرسل روایت احناف کے ہاں حجت ہے۔

سوال: ایک عورت جب دوسری شادی کرتی ہے تو اس کے پہلے شوہر سے جو اس کی بیٹیاں ہیں وہ اس شوہر کے لیے محرم ہوں گی؟

جواب: عورت دوسرے شوہر سے نکاح کے بعد ہمبستر بھی ہو چکی ہو، تو پہلے شوہر سے اس عورت کی تمام اولاد دوسرے شوہر کے لیے محرم ہے، ان سے شرعاً نکاح جائز نہیں۔ لہٰذا لڑکیوں کا اپنے سوتیلے باپ یعنی والدہ کے دوسرے شوہر سے کوئی پردہ نہیں۔ البتہ فتنے کا خوف ہو تو علیحدگی لازم ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: حُرِّمَتۡ عَلَيۡكُمۡ أُمَّهٰتُكُمۡ...وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيۡ فِيۡ حُجُوۡرِكُمۡ مِّنۡ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيۡ دَخَلۡتُمۡ بِهِنَّ (النساء:۲۳) ترجمہ: ”تم پر حرام کر دی گئی ہیں تمہاری مائیں۔۔۔ اور تمہارے زیر پرورش تمہاری سوتیلی بیٹیاں جو تمہاری ان بیویوں (کے پیٹ) سے ہوں جن کے ساتھ تم نے خلوت کی ہو“۔

قال الحصكفي: أسباب التحريم أنواع: قرابة، مصاهرة. وقال الشامي: (قوله: مصاهرة) كفروع نسائه المدخول بهن، وإن نزلن. الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (۲۸/۳)

(ولا ببنت امرأته) ش: أي ولا يحل أيضا أن يتزوج ببنت امرأته م: (التي دخل بها لثبوت قيد الدخول بالنص) ش: وهو قوله تعالى: {مِنۡ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلۡتُمۡ بِهِنَّ} [النساء: ۲۳] (النساء: الآية ۲۳)، وإن لم يدخل بها حتى حرمت عليه بطلاق أو موت يحل له أن يتزوج بالبنت، لأن هذه الحرمة تعلقت بشرط الدخول.

البناية شرح الهداية (۵/ ۲۳)

سوال: ایک عرب شیخ نے لکھا ہے کہ ’’تقریباً نو مہینے پہلے مجھ سے پب جی گیم (PUBG) کے متعلق پوچھا گیا تھا تو میں نے اس کی حرمت کا فتوی دیا تھا اور یہ بیان کیا تھا کہ یہ بہت سی برائیوں کا ذریعہ ہے۔ پھر مجھے اس کے نئے اپ ڈیٹ ورژن کے متعلق پتہ چلا جس میں بتوں کی تعظیم کی جاتی ہے اور یہ باور کرایا گیا کہ بت نفع کے بھی مالک ہیں، نیز اس میں یہ بھی ہے کہ جو ان بتوں کی تعظیم کرے گا وہ طاقت ور اسلحہ حاصل کر سکے گا۔ یہ تو ظلم عظیم اور شرک اکبر ہے۔ لہذا ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اس گیم سے بچ کر رہے اور اپنی آل واولاد کو بھی اس سے دور رکھے۔‘‘ درج بالا فتویٰ کے بارے میں بتائیے کیا یہ بات صحیح ہے؟

جواب: پب جی (PUBG) گیم اور اس جیسے دوسرے آن لائن گیم کئی طرح کے شرعی و دیگر مفاسد پر مشتمل ہوتے ہیں ان کے کھیلنے میں نہ کوئی دینی فائدہ ہے اور نہ ہی جسمانی ورزش جیسا کوئی دنیوی فائدہ ہے، یہ محض لہولعب اور وقت گزاری کے لیے کھیلے جاتے ہیں، جو ’’لایعنی‘‘ کام ہے، اور ان کو کھیلنے والے عام طور پر اس قدر عادی ہوجاتے ہیں کہ پھر انہیں اس کا نشہ سا ہوجاتا ہے، اور ایسا انہماک ہوتا ہے کہ وہ کئی دینی بلکہ دنیوی امور سے بھی غافل ہوجاتے ہیں، شریعتِ مطہرہ ایسے لایعنی لہولعب پر مشتمل کھیل کی اجازت نہیں دیتی، جب کہ اس میں مزید شرعی قباحت یہ بھی ہے کہ یہ جان دار کی تصاویر پر مشتمل ہے، جبکہ جاندار کی تصویر بنانا، اس کو دیکھنا، اس کی تعظیم کرنا سب بڑے گناہ کے کام ہیں۔ نیز مشاہدہ یہ ہے کہ جو لوگ اس گیم کو بار بار کھیلتے ہیں، ان کا ذہن منفی ہونے لگتا ہے اور گیم کی طرح وہ واقعی دنیا میں بھی مار دھاڑ وغیرہ کے کام سوچتے ہیں، جو معاشرے کے امن کے لئے تباہ کن اور ایمان کے لئے خطرہ ہے۔ سوال میں مذکور پب جی گیم کے نئے اپ ڈیٹ ورژن میں اگر واقعتاً اس کے ذریعے کھیلنے والے کے دل ودماغ میں بتوں کی تعظیم پیدا ہوتی ہے، تو یہ اس گیم میں ایک مزید خرابی ہے۔ لیکن اگر ایسی کوئی بات نہ بھی ہو تو بھی مذکورہ قباحتوں کی بنیاد پر اس گیم کو کھیلنا جائز نہیں ہوگا بلکہ اس سے اجتناب لازم ہے۔

(ولا بأس بالمسابقة في الرمي والفرس) والبغل والحمار كذا في الملتقى و المجمع وأقره المصنف هنا خلافا لما ذكره في مسائل شتى فتنبه (والإبل و) على (الأقدام) لأنه من أسباب الجهاد فكان مندوبا وعند الثلاثة لا يجوز في الأقدام أي بالجعل أما بدونه فيباح في كل الملاعب(الدر المختار، كتاب الحظر والاباحة، فرع هل يكره رفع الصوت بالذكر)

(قوله فيباح كل الملاعب) أي التي تعلم الفروسية وتعين على الجهاد ، لأن جواز الجعل فيما مر إنما ثبت بالحديث على خلاف القياس ، فيجوز ما عداها بدون الجعل وفي القهستاني عن الملتقط من لعب بالصولجان يريد الفروسية يجوز وعن الجواهر قد جاء الأثر في رخصة المصارعة لتحصيل القدرة على المقاتلة دون التلهي فإنه مكروه. (رد المحتار، كتاب الحظر والاباحة،فصل في البيع)

والمصارعة ليست ببدعة إلا للتلهي فتكره...وأما السباق بلا جعل فيجوز في كل شيء اى مما يعلم الفروسية ويعين على الجهاد بلا قصد التلهي(الدر المختار، كتاب الحظر والاباحة، فرع هل يكره رفع الصوت بالذكر)

سوال: مولانا موسی روحانی البازی رحمہ اللہ کا لکھا ہوا ’’قصیدہ طوبیٰ فی اسماء اللہ الحسنیٰ‘‘ پڑھنا کیسا ہے؟ اس کے بہت سارے فوائد بھی بتلائے جاتے ہیں۔ اس سے متعلق رہنمائی فرمادیں۔

جواب: مولانا موسی روحانی البازی امت مسلمہ کی ایک معتبر ترین شخصیت اور ایک عالم ربانی تھے، ان کا لکھا ہوا قصیدہ طوبیٰ فی اسماء اللہ الحسنیٰ پڑھنا جائز ہے اور اس قصیدے کے جو فضائل بیان کئے جاتے ہیں، وہ اس قصیدے کے پڑھنے والوں کے تجربات کی روشنی میں ہیں۔ بزرگان دین کے مجربات کا حکم یہ ہے کہ ان کو سنت یا واجب نہ سمجھا جائے، بلکہ حصول برکت کے لیے ان پر عمل کیا جائے۔

ختم شد